www.KitaboSunnat.com

مقالات

ترجمہ: مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی

تالیف: فضیلۃ الشیخ عبداللہ الخضری حفظہ اللہ تعالیٰ

(آٹھویں قسط)

آدابِ دُعاء

وسیلہ کا بیان

موضوع کا تقاضا ہے کہ ہم وسیلہ کا بیان ایک مستقل فصل میں کریں، خواہ وہ مختصر ہی کیوں نہ ہو، تاکہ اس موضوع کے بارہ میں صحیح بات واضح ہو سکے۔

توسل کا لغوی معنیٰ: مطلوبہ چیز کا قرب، اور شوق کے ساتھ اس تک پہنچنا، توسل کہلاتا ہے۔

وسیلہ اُس ذریعہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعے قرب حاصل ہو — دعاء کرنے والا جب یہ سمجھے کہ اس سے حقوق اللہ کے بارہ میں کوتاہیاں ہو چکی ہیں، اور وہ اللہ کی ممنوعہ حدود کا مرتکب ہو چکا ہے، تو جس شخص کو اپنے سے افضل سمجھتا ہو وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ دعاء زیادہ سے زیادہ فضیلت والی ہو اور جلد قبول ہو جائے۔ چونکہ توسل بھی عبادت کے ضمن میں ہے، اس لیے اس کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں:

۱۔ اس کی ایک قسم مشروع ہے، جس کا ثبوت قرآنِ کریم اور سنتِ صحیحہ سے ملتا ہے۔

۲۔ اور دوسری قسم غیر مشروع ہے، جس کا جواز قرآنِ کریم اور سنتِ صحیحہ سے نہیں ملتا، بلکہ کتاب وسنت سے اس کا شرک ہونا ظاہر و باہر ہے۔

توسل کی جائز صورتیں

اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے توسل ہمارے لیے مشروع قرار دیئے ہیں، جن کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسطہ سے اللہ تعالیٰ داعی کی دعاء قبول فرماتے ہیں، بشرطیکہ قبولیتِ دعاء کی باقی شروط بھی مکمل موجود ہوں۔

کتاب وسنت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ توسل کی تین انواع مشروع ہیں:

۱۔ اللہ کے پیارے ناموں یا بلند صفات میں سے کسی کو دعاء کیلئے وسیلہ بنانا:

مثلاً یوں دعاء کرے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّكَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اَنْ تُعَافِيَنِيْ!"

"اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، چونکہ تو رحمان الرحیم ہے، لطیف الخبیر ہے، لہٰذا مجھے عافیت عطا فرما!"

یا یوں دعاء کرے:

"اَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتَغْفِرَ لِيْ!"

"(اے اللہ) میں تیری اس رحمت کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر وسیع ہے کہ تو مجھ پر رحم فرما اور مجھے بخش دے!"

یا یوں کہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِحُبِّكَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!"

"اے اللہ، میں تجھ سے اس محبت کے حوالہ سے سوال کرتا ہوں جو تجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے!"

اِن دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے اسماء ـــــ الرحمٰن، الرحیم، اللطیف، الخبیر ـــــ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ رحمت ومحبت کا توسل اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ محبت و رحمت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی بلند صفات میں سے ہے۔

توسل بالاسماء والصفات کی مشروعیت کی دلیل:

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا - الآیۃ !" (الاعراف: ۱۸۰)

" اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے نام ہیں، انھی ناموں سے اسے پکارا کرو ۔"

اسی طرح فرمایا :

" قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى " (الاسراء : ۱۱۰)

" (اے نبی ؐ) آپ فرما دیجئے، تم اللہ کو (اللہ کے نام سے) پکارو یا (رحمٰن" کے نام سے) — جس نام سے بھی پکارو اس کے سب ہی اچھے نام ہیں !"

اسی طرح حدیث میں ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کی پریشانیاں بڑھ جائیں وہ یہ دعا پڑھے :

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآؤُكَ ، اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ ، اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَآءَ حُزْنِیْ ، وَذَهَابَ هَمِّیْ !" (مسند احمد : ۱/۳۹۱)

" یا اللہ میں تیرا بندہ، تیرے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرے حکم مجھ پر نافذ ہیں۔ تیرے فیصلے میرے بارے میں درست اور انصاف والے ہیں۔ تو نے اپنے جو نام رکھے، یا کسی مخلوق کو سکھائے، یا اپنی کتاب میں نازل فرمائے، یا اپنے ہاں علم الغیب میں محفوظ رکھے ہیں، میں ان تمام ناموں کا تجھے واسطہ دیتا ہوں کہ قرآنِ کریم کو میرے دل کی بہار، میرے سینہ کا نور، میرے غموں کی جلاء اور میری پریشانیوں کے ازالہ کا ذریعہ بنا !"

۲- داعی کا اپنے کسی نیک عمل کو وسیلہ بنانا :

مثلاً یوں کہے :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَللّٰهُمَّ بِاِيْمَانِيْ بِكَ ، وَمَحَبَّتِيْ لَكَ وَاتِّبَاعِيْ لِرَسُوْلِكَ اِغْفِرْلِيْ!"

"اے اللہ! تجھ پر میرے ایمان رکھنے کے سبب، تجھ سے میری محبت کے واسطے سے اور تیرے رسول ﷺ کی اتباع کے سبب (میں سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے بخش دے!"

یا یوں کہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِحُبِّيْ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِيْمَانِيْ بِهٖ اَنْ تُفَرِّجَ عَنِّيْ"

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ چونکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں، آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں، لہٰذا میری مشکل کو دور فرما دے!"

یعنی انسان اپنے اللہ پر ایمان کو، اللہ تعالیٰ سے محبت کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو، آپ ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کے عمل کو بطورِ وسیلہ پیش کرے۔

نیک اعمال سے توسل کی مشروعیت کے دلائل:

—— قرآنِ کریم میں ہے:

"اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (آلِ عمران: ۱۶)

"وہ لوگ جو کہتے ہیں "ہمارے رب بے شک ہم ایمان لائے۔ لہٰذا ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ!"

نیز قرآنِ مجید میں ہے:

"رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ" (آلِ عمران: ۵۳)

"اے ہمارے رب! ہم تیرے نازل کردہ احکام پر ایمان لائے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی۔ اس لیے تو ہمیں (اپنی وحدانیت کی) گواہی دینے والوں میں لکھ لے!"

اسی ضمن میں غار والوں کا مشہور واقعہ ہے، جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تین آدمی ایک غار میں داخل ہوئے کہ غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک بہت بڑا پتھر آن گرا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ وہ کہنے لگے کہ اس مصیبت سے نجات کے لیے اپنے نیک اعمال پیش کرکے اللہ سے دُعاء کرو، اس کے علاوہ نجات کی کوئی صورت نہیں۔ تو ان تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے پتھر کو ہٹا دیا اور وہ باہر نکل آئے۔

۳۔ نیک آدمی کی دعاء کا وسیلہ:

کسی نیک آدمی سے دعاء کروانا،

یہ بھی شریعتِ مطہرہ میں جائز اور مشروع توسّل کی ایک قسم ہے۔ اور سنّت میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کئی ایک مثالیں ملتی ہیں —— چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط سالی ہوگئی۔ جمعہ کے روز آپؐ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر کہنے لگا، "اللہ کے رسولؐ۔ مال مویشی ہلاک ہو گئے، اور بچے بھوکوں مر گئے، اللہ سے دعاء کیجئے"! آپؐ نے اسی وقت دعاء کے لیے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ اس وقت فضا میں بادل کا کوئی ٹکڑا تک نظر نہیں آرہا تھا۔ قسم بخدا! ابھی آپؐ نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں کی مانند بڑے بڑے بادل اُمڈ آئے اور فضا میں پھیل گئے۔ پھر ابھی آپؐ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے آپؐ کی داڑھی مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے گرتے دیکھے —— بارش مسلسل ایک ہفتہ تک ہوتی رہی۔

آئندہ جمعہ کو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور بولا "اللہ کے رسولؐ، کثرتِ باراں کی وجہ سے مکانات گر گئے اور مال غرق ہو گئے، اللہ سے دُعا کیجئے"! آپؐ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: "یا اللہ، ہمارے اُوپر نہیں ارد گرد برسا!" آپؐ جس طرف بھی انگلی مبارک سے اشارہ کرتے جاتے تھے بادل بھی ساتھ ساتھ ہٹتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ فضا کٹورے اور گڑھے کی مانند بن گئی۔ اس بارش کے سبب وادیٔ قناۃ مہینہ بھر بہتی رہی۔ اور گرد کے علاقوں سے ہر آنے والے نے بارش کی کثرت اور اللہ کی رحمت کی خبر دی۔" (صحیح بخاری ۲/۵۱۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عہدِ فاروقی میں جب قحط پڑتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے ذریعہ بارش کی دعاء کرتے۔ اور کہتے "یا اللہ، جب تک ہمارے اندر تیرا نبیؐ موجود تھا، ہم اس کے وسیلہ سے دعائیں کرتے اور تُو ہمیں بارش عطا فرما دیتا تھا۔ اب ہم تیرے سامنے تیرے نبی کے چچا کو پیش کرتے ہیں تو (اس کی دعاء) کے ذریعے ہمیں بارش عطا فرما۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں، "اس دعاء سے بارش ہو جاتی تھی۔" (صحیح بخاری ۲/۳۹۶)

اس واقعہ میں حضرت عمرؓ کا یہ کہنا کہ ہم پہلے نبیؐ کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے اور اب نبیؐ کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ یعنی نبیؐ کی زندگی میں ہم نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے دعاء کی درخواست کرتے اور ان کی دعاء سے تیرا قرب حاصل کرتے تھے، اب وہ ہمارے اندر موجود نہیں اور اب ان کا دعاء کرنا ممکن نہیں اس لیے ہم آپؐ کے چچا کو پیش کرتے ہیں کہ وہ تیرے سامنے دُعاء کریں۔

—— اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ لوگ نبیؐ کے مقام کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے، بعد میں نبیؐ کے چچا کے مقام کو بطورِ وسیلہ پیش کرنے لگے۔ کیونکہ یہ تو بدعت کے قسم کی دعاء ہے۔ جس کی کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں، اور سلف صالحین میں سے کسی نے اس طور پر دعاء نہیں کی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین!

(علاوہ ازیں اگر یہ مقام یا ذات کے وسیلہ کی بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی حضرت عباسؓ سے افضل تھے، پھر آپؐ کو چھوڑ کر آپؐ کے چچا سے کیوں دعاء کرائی گئی؟ پس معلوم ہوا کہ ایک تو یہ زندہ نیک آدمی سے دعاء کرانے کی بات ہے، جو مشروع توسل کی ایک صورت ہے اور یہی زیر بحث بھی ہے، ثانیاً اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں۔ ثالثاً اس سے فوت شدگان کو دعاء وغیرہ کے لیے پکارنے کی نفی ثابت ہوئی، ورنہ صحابہ کرامؓ حضورؐ کو چھوڑ کر حضرت عباسؓ کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوتے۔ مترجم)

پس گزشتہ تفصیل سے ثابت ہوا کہ کتاب و سنت اور تعاملِ اسلاف کی روشنی میں صرف تین قسم کا وسیلہ پیش کرنا مشروع ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء یا صفات کا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ داعی کے اپنے کسی نیک عمل کا۔

۳۔ کسی زندہ بزرگ اور صالح آدمی کی دعاء کا۔[ل]

دعاء کی عدمِ قبولیت کے اسباب کا بیان

جب فوری طور پر دعاء قبول نہ ہو تو اس کے کئی احتمال ہو سکتے ہیں :

۱۔ یا تو دنیا میں جس وقت دعاء کی قبولیت دعاء کرنے والے کے حق میں مفید ہو، اس وقت دعاء قبول ہوتی ہے۔

۲۔ یا دنیا میں وہ دعاء قبول نہیں ہوتی بلکہ دعاء مانگنے والے کی دعاء کو کسی دوسرے انداز میں بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً یوں کہ کوئی دکھ یا پریشانی، جو اس کے مقدر میں تھی، وہ دُور کر دی گئی —— اور اسی میں ہمارے لیے سراسر خیر اور بھلائی ہے۔ کیونکہ دُعاء سے بھی ہمارا مقصود اپنے لیے بھلائی طلب کرنا اور تکالیف کا ہٹانا ہے، لیکن ہم اپنے قصورِ فہم کی بناء پر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ جو چیز ہم نے طلب کی وہ ہمارے لیے بہتر ہی بہتر ہے۔ مثلاً انسان چاہتا ہے کہ اُسے بیٹا مِل جائے تو بہت اچھا ہو تاکہ اس کی وجہ سے خوشی ہو، اس کی اچھی تربیت کر سکے اور وہ بچہ دُنیا میں بہترین وارث ثابت ہو، حتّٰی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے نام کی شہرت کا سبب بنے —— انسان یہ سب کچھ تو سوچتا ہے مگر یہ خیال تک اسے نہیں آتا کہ یہ بچہ اس کے لیے وبال، مصیبت اور پریشانی کا سبب بھی تو بن سکتا ہے ——

قرآنِ کریم میں ایسے ہی ایک لڑکے کا ذکر ہُوا ہے :

" وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ

[ل] ماخوذ از کتاب التوسل و انواعہ للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ تعالیٰ و متعنا بطول حیاتہ ۔ آمین!

یہ انتہائی مفید کتاب ہے، ہم قارئین سے اس کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا۔" (الکہف : ۸۰ - ۸۱)

"اور وہ جو لڑکا تھا، اس کے والدین مومن تھے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (بڑا ہو کر اپنی بدکرداری کی وجہ سے) ان کو سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کر دے۔ تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (بچہ) عطا فرمائے جو پاک طینتی میں بہتر اور محبت میں زیادہ قریب ہو۔"

اسی طرح انسان بار بار مال کی کثرت کی دعاء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مالدار بنا دے۔ مگر اس کی دعاء قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ احتمال ہے کہ وہ مال انسان کے لیے ہلاکت اور تکبر کا سبب بن جائے اور اس کے لیے غربت و فقیری میں ہی بہتری ہو۔

پس کسی چیز کا بہتر ہونا یا نہ ہونا ہم اس بارہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کہاں بہتری ہوگی اور کہاں نہیں؟

اس بات کی تائید و تصدیق قرآن کریم سے یوں ہوتی ہے:

"فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔"

(النساء : ۱۹)

"عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے!"

اسی طرح قرآنِ مجید میں دوسری جگہ ہے:

"وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔"

(البقرۃ : ۲۱۶)

"اور عجب نہیں کہ ایک چیز تمہیں بری لگے اور حقیقت میں تمہارے لیے بہتر ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تمہیں بھلی لگے اور وہ در حقیقت تمہارے لیے مضر ہو۔ (چیزوں کی حقیقت کو) اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

(جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ